شمارہ نمبر ۸
جلد نمبر ۲۹

فہرست

اگست ۱۹۹۶ء

نمبر شمار	صفحہ
۱۔ اداریہ	۳
اسلامی دعوت کا طریقہ تبدیل کیجئے	
شراب کے پرمٹ	
۲۔ دوہرا معیار باعث تباہی	۹
۳۔ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸
۴۔ شراب .... خانہ خراب	۲۳
۵۔ عہد نامہ قدیم .... ایک جائزہ	۳۷
۶۔ مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف ؒ	۴۴
۷۔ امام الاصم والحافی ؒ	۴۶

علماء کرام کی توجہ کیلئے!

اسلامی دعوت کا طریقہ کار تبدیل کیجئے۔

یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فمابلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لایھدی القوم الکٰفرین

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء اور رسولوں کی بعثت کا اولین مقصد یہی قرار دیا کہ وہ اسکے الہامی پیغام کو اپنی قوم تک پہنچائیں اور ابلاغ رسالت کا فریضہ سرانجام دیں۔ یہ کام اتنا اہم اور ضروری تھا کہ حضرت محمد ﷺ کو ارشاد فرمادیا۔ "اے رسول جو کچھ میری جانب سے نازل ہوا لوگوں تک پہنچادو اگر ایسا نہ کیا تو گویا آپ نے رسالت کا حق ادا نہ کیا"۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ہر حالت میں ابلاغ رسالت کے کام کو جاری رکھا۔ اس کے لیے آپ نے جو جدوجہد کی اور جو راستہ اور طریقہ کار اختیار کیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔

پہلی وحی سے لیکر مرض الموت تک ابلاغ کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ خاص کر مکی زندگی میں آپ نے انفرادی اور اجتماعی دعوت کا کام کیا۔ گلی' محلوں' بازاروں اور مکہ کے مضافات منیٰ طائف تک کا سفر اختیار کیا اور بے شمار صعوبتیں اٹھائیں۔

بلاشبہ دعوت اور ابلاغ کیلئے اہم ترین ذریعہ مسجد (منبر و محراب) ہے لیکن آپ نے صرف اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کام کو گھر گھر پہنچانے کے لیے فرداً فرداً رابطے کیے۔ حتی کہ ہجرت سے قبل حضرت مصعب بن عمیر کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔ جبکہ اس وقت کسی مسجد کا تصور نہیں تھا۔ انہوں نے قرآن حکیم کی تعلیم گھر گھر پہنچائی اور دعوت کا فریضہ سر انجام دیا۔ آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آپ کے مدینہ منورہ تشریف لانے تک بہت سارے خاندان مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔

علماء کرام جو حقیقت میں انبیاء کے وراث ہیں۔ انہیں بھی دعوت کے میدان میں وھی اسلوب اختیار کرنا چاہئے جو آپ اور صحابہ کرامؓ نے اپنایا تھا۔ محض مساجد تک دعوت

کو محدود کر دینے سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو گا۔ اور نہ ہی انقلاب آئے گا۔ کیونکہ یہ بات مشاہدے میں آچکی ہے کہ اگر دو ھزار کی آبادی پر مشتمل بستی میں ایک مسجد ہو۔ تو نمازیوں کی تعداد 50/70 سے زیادہ نہیں ہوتی۔ حتی کہ جمعہ کی نماز میں بھی ان کی تعداد بمشکل دو سو ہو گی۔ اگر نمازوں کے بعد درس ہوتا ہو۔ خطبہ جمعہ میں وعظ و تبلیغ کریں۔ تو ہر مرتبہ وہی لوگ ہمارے مخاطب ہونگے جو ہمیشہ سے ہمارے مقتدی اور نمازی ہیں۔ اور شریعت کی پابندی بھی کرتے ہیں۔ لیکن جن کی اصلاح ہمیں مقصود ہے۔ اور جو وعظ ہم کرتے ہیں ان کے مخاطب دراصل وہ لوگ ہوتے ہیں جو کبھی بھی مساجد کا رخ نہیں کرتے۔ اور کبھی نماز میں تو کجا خطبہ جمعہ میں بھی حاضر نہیں ہوتے۔ ایسی صورت میں کیونکر ہماری بات ان تک پہنچے گی۔ انہیں راہ راست پر لانے اور معاشرہ کا بہترین فرد بنانے میں ہمارے دروس یا خطبے کیسے کارگر ثابت ہونگے۔ آخر وہ کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔ سوائے اسکے کہ ہم خود ان تک رسائی حاصل کریں۔ ان تک پہنچیں اپنی بات ان کے گوش گزار کریں۔ ان کے مفادات سے انہیں آگاہ کریں۔ اور انہیں قائل کریں۔

یہ لوگ نماز کے اوقات میں خاص کر جمعہ کے دن بازاروں' دوکانوں اور مختلف ہوٹلوں پر بیٹھے تاش اور شطرنج کھیلتے نظر آتے ہیں۔

یہ بات علماء کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اسلام کے پیغام کو ان تک ہر حالت میں پہنچائیں۔ ان کی تربیت کا اہتمام کریں۔ انہیں اچھا مسلمان بنائیں۔

دوسری اہم بات جو معاشرہ کی اصلاح کے لیے ازحد ضروری ہے وہ اہم موضوعات کا انتخاب ہے جو معاشرے کی اصلاح میں اہم کردار ادا کر سکیں۔

بد قسمتی سے ہمارے ہاں درسوں وعظوں اور خطبوں کے موضوعات موسم کے مطابق ہوتے ہیں۔ معاشرے کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر کبھی کوئی گفتگو نہیں کرتے بلکہ محرم الحرام میں ایک گروہ تو صحابہ کرام کی عظمت بیان کرتا ہے تو دوسرا اسکی نفی کرتا